AFKĀR *Journal of Islamic & Religious Studies*
Volume 7, Issue 1, March 2023, PP: 15-28
E-ISSN 2616-8588; P-ISSN 2616-9223
www.afkar.com.pk; hjrs.hec.gov.pk

مسائل شرکت کے حل میں فقہا کی آرا کا خصوصی مطالعہ

An Abridged Study of Jurist's Views regarding Mutual Business

Muhammad Sohail
[1]*Doctoral Candidate, Department of Usool ud Din, University of Karachi, Pakistan*

ABSTRACT

There are different aspects of the distribution of profit in the Islamic Economic System. A keen review is required to evaluate the accuracy of this profit distribution. This article examines some of these aspects. Islamic banks keep a portion of the profit as a reserve but this profit is not given to the client who is leaving the bank, instead, it is awarded to a new client who is replacing the old one. This study suggests conferring this profit to the old client as it is earned by his money, not by the wealth of a new depositor. All conditions of partnership also show the same view. This study will also provide detailed Sharī'ah aspects of 'Mutual business' practiced in Islamic banks, which is mostly the combination of 'Ijarah' and 'Bai'. It is also necessary for banks to provide details of profit and loss to the depositors; to inform them about the transactions in which negligence of the bank is involved and not to make the depositors habitual to get the profit forever. This study also condemns the viewpoint to provide a guarantee to the depositor for their principal amount. In this article, it is described that the people own mutual business (money, luggage) and they all can do their business mutually and they are partners in both `profit & loss`. In recent times it is a custom that people are trading and doing business with cooperation. Muslim scholars especially Maulana Ahmad Raza Khan have described the merits and demerits of mutual business very well which we will discuss in the article.

Keywords: *Islamic Economic System, profit & loss, luggage, Maulana Ahmad Raza Khan.*

دنیا میں کاروبار کرنے کے مختلف طریقے مروج ہیں۔ نمبر ا۔ کاروبار اکثر سرمائے کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ ایک اتن تنہا فرد کے پاس کثیر مقدار میں دولت اور سرمایہ موجود ہو جس سے وہ باآسانی کاروبار شروع کر لیا جائے۔ یعنی کسی شخص اپنے سرمائے اور دولت کی بنیاد پر اپنا کاروبار شروع کر سکتا ہے اس میں کسی دوسرے کی مرضی کا عمل دخل نہیں ہو گا۔ اس کاروبار میں نفع و نقصان کا مالک وہ اکیلا فرد ہی ہو گا۔

نمبر2۔ کاروبار کرنے کا دوسرا طریقہ "مشترکہ کاروبار" کا طریقہ ہے۔ اس کی کئی صورتیں ہیں۔ اول صورت یہ ہے کہ کاروبار بڑی نوعیت کا ہو، جہاں اچند افراد مل کر اپنے سرمائے سے مشترکہ طور پر کسی بڑے کام کو شروع کریں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ سرمایہ قلیل ہو اور چند افراد مل کر مشترکہ سرمایہ سے چھوٹی نوعیت کا کاروبار شروع کریں۔ الغرض کاروبار وسیع نوعیت کا ہو یا محدود، چند افراد مل کر کریں گے تو وہ شرکت کا معاہدہ قرار پائے گا۔

شرکت کا مفہوم:

یہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ ش۔ ر۔ ک ہے۔ یہ مختلف صورتوں میں ملتے جلتے معانی میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ شرک (شریک بنانا یا کسی کو اپنے کام میں شامل کرنا)۔ علامہ میر شریف جرجانی نے شرکت کی تعریف کی ہے۔

"الشركة هی اختلاط النصيبين فصاعدا بحيث لا يتميز ثم اطلق اسم الشركة على العقد وان لم يوجد اختلاط النصيبين"۔

"دو یا زیادہ حصوں کا باہم اس طرح مخلوط ہو جانا کہ اس میں کوئی تمیز نہ ہو، پھر اس کا اطلاق ایک عقد پر ہونے لگا بشرطیکہ اس میں دو مخلوط حصے نہ پائے جائیں۔" ([1])

المجند میں شرکت کی یوں تعریف درج کی گئی ہے:

"الشركة اختلاط النصيبين فصاعدا بحيث لايتميز الواحد عن الآخر ،وتطلق على العقد وان لم يوجد الاختلاط المذكور"۔

"شرکت دو یا زیادہ حصوں کا باہم اس طرح مخلوط ہو جانا کہ اس میں ایک سے دوسرے کی تمیز نہ ہو۔ پھر اس کا اطلاق ایک عقد پر ہونے لگا بشرطیکہ اس میں دو حصے مخلوط نہ پائے جائیں۔" ([2])

شراکت کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی بھی چیز ایک سے زائد آدمیوں کی مشترکہ ملکیت ہو، ان میں سے ہر شخص اس چیز کے چھوٹے چھوٹے حصے میں بھی حق ملکیت رکھتا ہو۔ علماؤ فقہاء شرکت سے کوئی بھی مشترکہ ملکیت مراد لیتے ہیں جیسے کہ وراثت، ہبہ اس قسم کی ملکیت یا جائیداد کا کوئی حصے دار دوسرے حصہ داروں کی منظوری سے ہی اپنے حصے میں تصرف کر سکتا ہے۔

شرکت کی ایک قسم "وہ ادارہ یا کمپنی ہے جس کی بنیاد باہمی معاہدے پر ہو"۔(3)

ان سب تعریفوں کو سامنے رکھ کر شرکت کی یوں تعریف کی جاسکتی ہے۔"دو افراد مل کر یا افراد کی ایک جماعت کا کسی کاروبار میں متعین سرمایوں کے ساتھ ساتھ ایسا معاہدہ کرنا کہ سب مل کر کاروبار میں شریک ہوں گے اور کاروبار میں ہونے والے نفع و نقصان میں بھی متعین حصوں کے حقدار ہوں گے"۔

شرکت کے جواز پر قرآن مجید سے دلائل:

اللہ کے بے عیب کلام قرآن مجید میں سے بھی شرکت کا ثبوت ملتا ہے

1۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ان تخالطھوم فاخوانکم"(4)۔

ترجمہ:"اگر انہیں کاروبار میں ساتھ ملالو تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔"

2۔ایک اور جگہ ارشاد ہے:

" فان کانو ااکثر من ذٰلک فھم شرکأ فی الثلث"(5)۔

ترجمہ:"اگر بھائی بہن ایک سے زائد ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے۔"

3۔ وان کثیرا من الخلطأ لیبغی بعضھم علیٰ بعض الاالذین آمنوا وعملواالصالحات وقلیل ماھم(6)

ترجمہ:"اور اکثر شریک ایک دوسرے پر ضرور زیادتی کرتے ہیں مگر جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے وہ تھوڑے ہیں۔"

4۔ فابعثوا احدکم بورقکم ھذہ الی المدینة فلینظر ایھا ازکی طعاما فلیأتیکم برزق منه ولیلطف والایشعرن بکم احدا(7)۔

ترجمہ:"تو اپنے کسی شخص کو اپنی چاندی کے سکے دے کر شہر کی طرف بھجو تو وہ غور سے دیکھے کہ کون سا کھانا زیادہ پاکیزہ ہے کہ وہ اس میں سے تمہارے لیے کھانے کو لائے اور چاہیے کہ وہ نرمی کرے اور تمہارے متعلق کسی کو نہ بتائے۔"

5۔ واجعل لی وزیرا من اھلی-ھارون اخی اشدد به ازری واشرکه فی امری(8)۔

ترجمہ:"اور میرے اہل میں سے میرا ایک وزیر بنادے۔میرے بھائی ہارون کو۔اس سے میری کمر کو مضبوط کردے اور اسے میرے کام (تبلیغ ورسالت) میں میرا شریک بنادے۔"

6۔ ضرب الله مثلا رجلا فیه شرکأ متشاکسون-ورجلا سلما لرجل ھل یستویان مثلا الحمدلله بل

اکثرھم لایعلمون(9)۔

ترجمہ:" اللہ نے مثال بیان فرمائی ایسے غلام شخص کی جس میں کئی لوگ شریک ہیں جو آپس میں اختلاف رکھتے ہیں اور ایک ایسا غلام ہے جو پورا ایک آدمی کی ملک میں ہے کیا ان دونوں کا حال یکساں ہے؟ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں بلکہ ان (مشرکوں) کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔"

7۔ واعلموا انما غنتم من شئی فان للہ خمسه وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل-ان کنتم آمنتم باللہ ومماانزلنا علیٰ عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعان- واللہ علیٰ کل شئی قدیر۔(10)

ترجمہ:" اور (اے مسلمانو) جان لو کہ جو کچھ تم مال غنیمت حاصل کرو تو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے اور (رسول کے) قرابت داروں کے لیے ہے اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور اس پر جو ہم نے اپنے (مقدس) بندے پر فیصلے کے دن اتارا جس دن دونوں لشکر مقابل ہوئے۔ اور اللہ جو چاہے اس پر قادر ہے۔"

شرکت کا جواز احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں:

1۔ صحیح بخاری شریف میں حضور اکرم ﷺ کی ایک حدیث روایت کی گئی ہے۔ ”حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ لوگوں پر فاقوں کی نوبت آگئی اور قوم کے توشے ختم ہوگئے۔ لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور اپنے اونٹوں کو ذبح کرنے کی اجازت طلب کی۔ نبی اکرم ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی۔ یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ اونٹوں کے بغیر کیسے زندہ رہو گے؟ تمام لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے اور یہ بات عرض کی۔ نبی معظم ﷺ نے بات سن کر حکم فرمایا کہ منادی کر دو کہ سب لوگ اپنے توشے (بچے ہوئے) لے کر آئیں۔ اس کے لیے ایک چمڑے کا دستر خوان بچھایا گیا اور لوگوں نے اپنے اپنے توشے اس پر رکھ دیے۔ رسول خدا ﷺ نے اس پر کھڑے ہو کر اس میں برکت کی دعا فرمائی اور سب لوگوں نے اپنے اپنے برتن بھر لیے۔ اسکے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔(11)

2۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ سے روایت ہے کہ نبی کائنات ﷺ نے فرمایا کہ جب لوگ غزوے میں محتاج ہو جاتے اور مدینہ میں ان کے عیال کا غلہ ختم ہو جاتا تو جو کچھ لوگوں کے پاس ہوتا سب کو ایک چمڑے میں اکھٹا کرتے اور پھر ایک برتن سے تقسیم کر لیتے۔(12)

3۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ ”اگر ایک شخص ایک چیز کا دام طے کرے تو دوسرا آنکھ سے اشارہ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے

کے مطابق یہ اس کا شریک ہے"۔([13])

4۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ "میں دو شریکوں میں (شریک) جب تک کہ ایک دوسرے سے خیانت نہ کرے، جب ایک دوسرے سے خیانت کرتا ہے تو میں درمیان سے نکل جاتا ہوں"۔([14])

5۔ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ "اللہ کا ہاتھ ساجھی داروں کے ساتھ رہتا ہے جب تک کہ کو یہ دوسرے سے خیانت نہ کرے لیکن اگر وہ کیانت کرے گا تو وہ ہاتھ ان سے اٹھ جائے گا"۔([15])

6۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس کے پاس زمین یا کھجور کا درخت ہو تو وہ اس اس وقت تک فروخت نہ کرے جب تک وہ اپنے شریک سے پوچھ نہ لے۔([16])

7۔ حضرت سائب فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو لوگ میری تعریف کر رہے تھے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہاری نسبت سائب کو زیادہ بہتر جانتا ہوں۔ حضرت سائب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ زمانہ جاہلیت میں آپ میرے ساجھے دار تھے اور کیا ہی اچھے ساجھی تھے کہ آپ نے کبھی کوئی لڑائی جھگڑا نہیں کیا تھا۔([17])

8۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار نے نبی مکرم ﷺ سے عرض کیا کہ ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان کھجوروں کے درخت تقسیم کر دیجیے۔ آپ ﷺ نے منع فرمایا۔ انصار نے مہاجرین سے کہا کہ تم محنت کرو ہم صرف پھل میں تمہارے ساتھ شریک ہوں گے۔ مہاجرین نے کہا کہ ہم دل و جان سے راضی ہیں۔([18])

شرکت کی اقسام:

فقہاً نے شرکت کو دو اقسام میں تقسیم کیا ہے۔ اول شرکت ملک ثانی شرکت عقود

شرکت ملک:

شرکت ملک کی تعریف میں امام احمد رجا فاضل بریلی فرماتے ہیں ''چند آدمی کسی ایک شئے کے مالک ہوں اور ان میں باہم عقد شرکت طے نہ ہو''۔

اس کی دو اقسام ہیں۔ 1۔ جبری 2۔ اختیاری

جبری یہ ہے کہ "شرکا کے مالوں میں ان کے قصد و اختیار کے بغیر ایسا خلط ملط ہو جائے کہ ایک کی چیز دوسرے سے ممتاز نہ ہو سکے۔

اختیاری یہ ہے کہ "سرمایہ اور دولت میں چند لوگوں کے فعل و اختیار سے شراکت ہوئی ہو مثلاً یہ نیت کر کے چند آدمی کوئی شئے خریدیں یا ایک شخص قصداً اپنی کوئی چیز دوسرے کے مال میں اس طرح ملا دے کہ ان میں تفریق کرنا ممکن نہ ہو"۔([19])

شرکت ملک میں کوئی بھی چیز دو یا دو سے زیادہ اشخاص کے درمیان خرید اہوا مال، ہبہ، وصیت، وراثت کے ذریعے ملک میں آجائے اور مال اس طرح سے مل جائیں کہ تفریق اور امتیاز کرنا ممکن نہ رہے۔

شرکت عقد: علامہ ابن عابدین شامی رقم طراز ہیں شرکت عقد دو شریکوں کے مابین اصل سرمائے اور منافع میں شرکت کا معاہدہ کرنے کا نام ہے۔ شرکت عقد دو مالوں کے ایک یا ایک سے زائد شرکائ کے مابین معاہدے کا نام ہے کہ دونوں مشترکہ مال سے تجارت کریں گے یا اس معاہدے کا نام ہے کہ دونوں مل کر کام کریں گے اور نفع ونقصان میں برابر کے شریک ہوں گے۔([20])

شرکت عقد کی چند قسمیں ہیں: اول شرکت عمل، ثانی شرکت وجوہ

شرکت عمل: شرکت عمل سے مراد ہے کہ دو کاریگر کام لوگوں کے پاس سے کام لائیں، محنت مزدوری کریں، شرکت میں کام کریں اور جو مزدوری ملے اسے آپس میں بانٹ لیں۔ اس میں یہ لازم نہیں کہ دونوں کاریگر ایک ہی کام کے ماہر ہوں بلکہ دو مختلف کاموں کے ماہرین بھی باہم شرکت کرسکتے ہیں۔ اس کو شرکت بالابدان اور شرکت صنائع بھی کہا جاتا ہے۔

شرکت وجوہ: شرکت وجوہ سے مراد ہے کہ دو اشخاص مل کر بغیر مال کے معاہدہ کریں کہ وہ اپنی قابلیت کے بل بوتے پر بازار سے مال خریدیں گے اور کاروبار کریں گے اور جو نفع ہو گا وہ باہم برابر تقسیم کریں گے۔

شرکت سے متعلق امام احمد رضا خان کی تحقیق:

امام احمد رضا فاضل بریلی نے مشترکہ کاروبار سے متعلق انتہائی عرق ریزی سے امت مسلمہ کے لیے رہنمائی پیش کی ہے۔ اس قسم کے کاروبار میں موجود قباحتوں، حرام اور ناجائز صورتوں کا بہترین رد پیش کرتے ہوئے جواز کی مختلف صورتیں بھی پیش کی ہیں۔ مشترکہ کاروبار میں شراکت داری کا تصور وطریقہ صدیوں پرانا ہے۔ اس طریقے کے علاوہ کاروبار کا ایک طریقہ 'مضاربت' بھی ہے۔ موجودہ دور میں شرکت ومضاربت کے وہی طریقے رائج ہیں جو صدیوں پہلے رائج تھے۔ یہاں ایک بات مد نظر رہنی چاہیے کہ ان دونوں (مشارکت اور مضاربت) کے درست مفہوم سے مکمل واقفیت نہ ہونے کی بنا پر اکثر اوقات غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے۔ شرکت و مضاربت مشترکہ کاروبار کی شکلیں ہیں لیکن دونوں اپنی الگ نوعیت، شرائط اور کاروباری طریقہ کار کے حوالے سے یکسر مختلف ہیں۔ ایک عقد کا حکم دوسرے پر لاگو نہیں ہوتا اور شرعا ان کی شرائط بھی الگ الگ ہوتی ہیں جن کا لحاظ رکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ بصورت دیگر چھوٹی سی غلط فہمی کی بنا پر عقد حرام وناجائز ہو جاتا ہے۔

عصری فقہا میں سے خاص کر فاضل بریلی نے اپنے دور میں شراکت اور مضاربت کے مفہوم کو واضح کرنے کی بھرپور کوشش کی اور کاروبار و تجارت سے متعلق اپنی تمام تر تحقیقات پیش کیں تاکہ ان میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے۔

فقہائے کرام نے شرکت کے اصول وضع کیے ہیں۔ خاص طور پر امام احمد رضا خان فاضل بریلی نے کہا کہ " شرکت کے طور پر ہونے والے کاروبار اس بات کے متقاضی ہوتے ہیں شرکائ نفع ونقصان مین برابر کے شریک ہوں۔ اگر ان میں سے کوئی ایک شریک اپنے لیے منافع کی

ایک خاص حد متعین کرے تو شرکت نہیں ہو گی۔ مثال کے طور پر ایک بازار میں دو سو لوگ تھے اور اس میں سو حصے داروں نے ایک خاص سرمائے سے تجارت کا آغاز کیا۔ باقی لوگ اس میں شریک نہ تھے۔ اب اس کاروبار میں ایک ہزار کا اضافہ ہوا تو ان سو حصہ داروں کو دس دس روپے فی کس نفع ملے گا باقیوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ یعنی جتنے شراکت دار ہوں گے نفع ونقصان میں برابر کے شریک ہوں گے"۔(21)

شرکت ملک سے متعلق مسائل کی وضاحت:

امام احمد رضا خان نے شرکت ملک سے متعلق مسائل کو بڑے احسن انداز میں واضح کیا ہے۔ مثال کے طور پر مشترکہ اراضی، وراثت وغیرہ جیسی اشیأ جو کہ مشترکہ ملکیت میں ہوتی ہیں، اصل مالک کے ہوتے ہوئے تمام ورثاًاس میں کچھ تصرف نہیں کر سکتے بلکہ اصل مالک کی وفات کے بعد اس میں تصرف کے حقدار ہوتے ہیں اور عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ مالک کے انتقال کرنے کے بعد ورثاًمل کر ایک بندے کو تمام اختیارات سونپ دیتے ہیں اور وہ پھر اپنی مرضی سے اس میں تصرف کرتا ہے۔ امام احمد رضا خان کے نزدیک ایک ایسا مال جو ورثاًمیں بغیر تقسیم کے ہو اس میں ایک شخص (وکیل) کا اس میں اپنی مرضی سے تصرف کرنا بالکل بھی ٹھیک نہیں ہے جب تک کہ دوسرے تمام روثاًاس کو اجازت نہ دے دیں۔(22)

مشترکہ جائیداد، مال میں کوئی شریک اپنی مرضی سے اپنے مال کے بل بوتے پر اگر کوئی تعمیر یا تبدیلی کرنا چاہتا ہے تو باقی تمام ورثاًکی رضامندی حاصل کرنا ضروری اور لازم ہو گا۔ اگر تمام ورثاًنے اجازت دیدی اور اس وارث کو باقی ماندہ ورثاًمیں سے کسی نے بطور مدد کچھ رقم دی اور وہ رقم اس تعمیر یا تجارت میں استعمال ہو گئی تو اب دیکھا جائے گا کہ اس دوسرے شریک یا وارث نے یہ رقم بطور قرض دی ہے یا بطور تحفہ ۔ اگر تحفہ کے طور پر رقم دی ہے تو یہ بات بخوبی عیاں کہ تحفہ کی رقم قابل واپسی نہیں ہوتی اور اگر اس نے بطور قرض یہ رقم دی ہے تو اول (قرض لینے والا) ثانی (قرض دینے والے) کو اس رقم کی ادائیگی ہر حال میں کرنا لازم اور ضروری ہو گا۔(23)

شئیرز اور شرکت کے متعلق علامہ احمد رضا خان کا عملی اطلاق:

کاروبار کی مختلف صورتیں ہیں، ایک انفرادی دوسرا مشترکہ۔ مشترکہ کاروبار میں دو یا دو سے زیادہ لوگ سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ موجودہ دور میں کاروبار کی ایک بڑی مثال (جوائنٹ سٹاک کمپنی) مشترکہ سرمائے کی کمپنی ہے۔ یہ بری نوعیت کا کاروبار ہوتا ہے جس میں ایک سے زائد لوگ اپنے روپیہ (سرمائے) سے سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ مشترکہ سرمائے کمپنی عموماً ایسے افراد کی تنظیم کا نام ہے جو سرمائے کی ایک مقرر و منظور شدہ مقدار کو حصص یعنی شئیرز کی صورت میں عوام کے ہاتھوں میں فروخت کرتی ہے۔ عموماً ان شئیرز کی قیمت کم رکھی جاتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ یہ حصص خرید کر سکیں۔ لوگوں کو یہ حصص بیچنے کا مکمل اختیار ہوتا ہے۔

جوائنٹ سٹاک کمپنی شئیرز کی اقسام:

کمپنی شئیرز کی دو اقسام ہیں:

1. ترجیحی حصے
2. عام حصے

ترجیحی حصے: اس قسم کے حصص والے شئیر ہولڈر (سرمایہ کار) صرف نفع میں شریک ہوتے ہیں، نقصان سے ان کو غرض نہیں ہوتی۔ ان کی رقم پر ان کو ایک مقررہ شرح (حد) کے مطابق نفع ملتا ہے۔ کمپنی ختم ہونے کی صورت میں ترجیحی حصص والوں کو ان کی اصل رقم یا دستیاب اثاثوں سے مناسب رقم مل جاتی ہے۔

عام حصص: اس قسم کے شئیر ہولڈرز اپنے سرمائے کے تناسب کے لحاظ سے نفع و نقصان میں برابر کے شریک ہوتے ہیں اور ان کو نفع کی ادائیگی اس صورت میں کی جاتی ہے جب کہ کمپنی کا کاروبار نفع میں چل رہا ہو۔[24]

اسٹاک ایکسچینج پر مندرجہ کمپنیز کے عام حصص با آسانی خریدے اور فروخت کیے جاسکتے ہیں۔ ملک پاکستان میں منظور شدہ کمپنیوں اور دیگر تمام معاملات کمپنیز آرڈیننس 1984 کے ماتحت ہیں جس کی پاسداری سکیورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن یقینی بناتا ہے۔ کمپنی کے علاوہ پاکستان میں جتنے بھی منظور شدہ کاروبار شرکت کی بنیاد پر پرطے پاتے ہیں، ان کی نگرانی قانون شرکت مجریہ 1932 کے تحت ہوتی ہے۔[25]

شئیرز اور شرکت کی تفہیم:

شئیرز کے کاروبار کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کمپنی جن طریقں کی بنیاد پر کاروبار کرتی ہے وہ فقہاٗ کے نزدیک عقد شرکت کے عین مطابق نہیں ہیں۔ ترجیحی حصص اور عام حصص دونوں اقسام کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ دونوں کاروباری صورتیں شرعی اعتبار سے درست نہیں۔ شرکت کی تعریف میں یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ یہ کاروبار اس نوعیت کا ہے۔ امام احمد رضا خان بریلی کے دور میں معاشیات سے متعلق نئی مباحث منظر عام پر آرہی تھیں اس لیے "العطایہ النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ" میں ان سے متعلق سوالات کی کثیر تعداد موجود ہے اور ان کا حل امام موصوف نے پیش کیا ہے۔ ان تمام مسائل میں سے ایک مسئلہ مشترکہ سرمائے (جوائنٹ سٹاک) کمپنی سے متعلق ہے۔ اس مسئلہ کے حل کے لیے آپ سے درج ذیل سوال کیا گیا۔

"موجودہ دور میں ٹراموے ریلوے کمپنی اور کارخانہ کے حصص کی خرید و فروخت کی جاتی ہے۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک کمپنی ٹراموے، ریلوے یا کارخانہ آہن (لوہا) سازی کے لیے قائم کی جاتی ہے۔ اس کمپنی کا سرمایہ مقرر کرکے اسکے حصص فروخت کردیئے جاتے ہیں۔ اس کمپنی کے کارکنان کی تنخواہ بھی حسب منصب مقرر کی جاتی ہے۔ ہر چھ ماہ یا سال بعد اس کمپنی کے نفع و نقصان کا حساب و کتاب کیا

جاتا ہے۔ حاصل ہونے والے نفع کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ کمپنی شئیر ہولڈرز میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ ضرورت کے وقت سود پر قرض بھی لیا جاتا ہے اور یہ سود اصل رقم یا منافع میں سے ادا کیا جاتا ہے۔ کمپنی کے شئیرز کی قیمت نفع و نقصان کے اعتبار سے گھٹتی بڑھتی رہتی ہے۔ حصہ داران اپنے حصے کو اصل قیمت پر بیچتے ہیں لیکن کمیشن ایجنٹ فروخت کرنے والے سے کہتا ہے کہ آج یہ قیمت ہے اور فروخت کرنے والے اسے فروخت کر دیتے ہیں۔ توجہ طلب امور یہ ہیں۔ 1۔ مشتری (خریدنے والا) کسی شے پر قبضہ بھی نہیں کرتا بلکہ کمیشن ایجنٹ کمپنی میں اس کا نام لکھوا دیتا ہے۔ 2۔ اگر مشتری کمپنی والوں سے اپنے حصص کے بدلے میں کمپنی کے سامان تجارت میں سے کوئی شے طلب کرتا ہے تو کمپنی اسے وہ شے فراہم نہیں کرتی اور نہ ہی اس کی رقم واپس کرتی ہے۔ 3۔ اگر مشتری اپنے حصوں میں سے کچھ بیچنا چاہے تو کمپنی فوراً بازاری بھاؤ وہ حصے فروخت کر دیتی ہے اور رقم بھی اسی وقت مشتری کو ادا کر دی جاتی ہے۔ سوال یہ ہے حصص کی خرید و فروخت عند الشرع جائز ہے یا نہیں؟ اگر یہ خرید و فروخت جائز نہیں تو تجارت کا یہ طریقہ بیع کی کس قسم میں داخل ہو گا؟ حصص کی قیمت پر زکوٰۃ لازم ہو گی یا نہیں؟"[26]

علامہ احمد رضا خان جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں "اس میں یہ بات صاف ظاہر ہے حصہ روپے (سرمائے) کو بیچا گیا۔ اگر کم زائد کو بیچا گیا تو یہ **ربوٰا** اور **حرام قطعی** ہے۔ اور حصہ مساوی طور پر بیچا گیا لیکن مال پر دونوں طرف سے قبضہ نہ ہوا تو بھی یہ **حرام** ہوا۔ حصہ داروں کو سودی رقم سے منافع دینا بھی **حرام** ہوا۔ الغرض یہ سارے کا سارا معاملہ **حرام در حرام** ہے۔ حصص کی شرعاً کوئی قیمت مقرر نہیں لیکن جتنا مال کمپنی میں جمع ہے اس پر زکوٰۃ لازم ہو گی"۔[27]

مشترکہ زمین کا اجارہ:

بعض اوقات ایک زمین چند لوگوں کی مشترکہ ملکیت میں ہوتی ہے۔ یہ زمین کسی کو کرایہ پر دے دی جاتی ہے اور اس کا کرایہ مالکوں کی طرف سے بطور وکیل نمبردار وصول کرتا ہے۔ نمبردار نے اگر تمام مالکوں کی مرضی سے ایک زمین کسی کو کرایہ پر دی ہے اور مالک نو ماہ کے بعد کہے کہ میں نے زمین خالی کر دی ہے لہٰذا سال کے باقی ماندہ تین ماہ کا کرایہ مجھ پر لازم نہیں ہے اس صورت حال میں کرایہ دار پ باقی تین مہینوں کا کرایہ لازم ہے۔ اگر نمبردار شریک مالکوں کی مرضی کے بغیر اس کرایہ دار کو کرایہ کی رقم چھوڑ دیتا ہے تو اس صورت میں اس نے شریک مالکوں کو نقصان پہنچایا ہے۔ اس لیے وکیل (نمبردار) پر لازم ہے کہ وہ تمام شرکا کو حصہ ادا کرے۔ اسی طرح اگر ایک ایسی زمین کرایہ پر دی گئی جو ابھی ورثا میں باہم تقسیم نہ ہوئی ہو تو اس صورت میں یہ دیکھا جائے گا کہ زمین کے تمام ورثا کرایہ نامہ پر متفق ہیں یا نہیں؟ اگر متفق ہیں تو تمام ورثا اس زمین سے حاصل ہونے والی آمد میں برابر کے شریک ہوں گے اور اگر اس زمین کا کرایہ پر دیا جانا باقی ورثا کے علم میں نہیں ہے تو ایسی صورت میں جس شخص نے مشترکہ زمین کرایہ پر دی ہو اس پر لازم ہو گا کہ وہ باقی ورثا کو اس میں سے حصہ ادا کرے اگر وہ ادا نہیں کرتا اور اپنے تصرف میں لاتا ہے تو یہ اس کے لیے **حرام** تصور ہو گا۔[28]

نتائج البحث:

کاروبار اور تجارت بنیادی انسانی حقوق میں سے سب سے اہم ہے۔ دنیا کا کوئی بھی مذہب و قانون انسان کو اس حق سے محروم نہیں رکھ سکتا۔ ہر مذہب و قانون اپنے اپنے دائرہ کار میں انسان کو تجارت کا حق فراہم کرتا ہے۔ اسلام دین فطرت ہے اور اس کا سب سے اہم مقصد بنی نوع انسان کو ہر میدان میں راہ نمائی فراہم کرنا ہے۔ اسلام نے بھی تجارت کے اصول وضع کیے ہیں اور اگر انسان ان اصول پر عمل پیرا ہو تو کامیابی اس کا مقدر ہوتی ہے۔ اس آرٹیکل سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔

1۔ شراکت اسلامی طریقہ تجارت ہے لیکن اس کے اصول سے آگاہ ہونا لازم ہے۔

2۔ شراکت اور مضاربت دو الگ الگ طریقہ تجارت ہیں اور ان کے قوانین بھی الگ ہیں۔

3۔ شرکت کے طریقہ تجارت میں دونوں فریق اپنے نفع و نقصان کی حد متعین کرنے میں بالکل آزاد ہیں۔

4۔ موجودہ دور میں شراکت کا ایک طریقہ شئیرز یا حصص کا لین دین ہے، اس کے دو طریقے ہیں۔ (الف) ترجیحی حصے جن میں سرمایہ کار کو نقصان سے بالکل غرض نہیں ہوتی۔ (ب) عام حصے جن میں سرمایہ کار اپنے سرمایہ کے لحاظ سے نفع و نقصان میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔

5۔ فقہاء اسلام کے نزدیک ترجیحی حصوں (Special Shares) کا طریقہ درست نہیں کہ اس میں ایسے حصہ دار فقط نفع کے حق دار ہوتے ہیں اور نقصان دوسروں کے ذمہ ہوتا ہے

6۔ ایسا سٹاک کاروبار جس میں ہر سرمایہ کار نفع و نقصان میں برابر شریک ہو، جائز ہے۔

حواشی وحوالہ جات

[1] میر سید شریف بن علی جرجانی، (1306ھ)، التعریفات، مکتبہ خیریہ، مصر، ص:55

Mīr Sīd Shrīf bn Ā ʿlī Jrjānī, (1306), Al-T ʿrīfāt, Maktba, khīrīa, Mṣr, P.55

[2] لویس معلوف السیوعی، (2003ء)، دارالعلم، قم ایران، ص384

Lwys M ʿlūf Al-sīū ʿī, (2003), Dārāl ʿlm, Qum Ayrān, P.384

[3] اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور، 11/700

Ārdū dā'ira M ʿārf Islāmī Punjāb ūnīūrsīti lāhūr, 11/700

[4] القرآن، 220:02

Al-Qurān, 02:220

[5] القرآن، 12:04

Al-Qurān, 04:12

[6] ص:24

P.24

[7] القرآن، 19:18

Al-Qurān, 18:19

[8] القرآن، 20: 29-32

Al-Qurān, 20:29-32

[9] القرآن، 29:39

Al-Qurān, 39:29

[10] 41

[11] محمد بن اسماعیل بخاری، (1419ھ) الجامع الصحیح، باب الشرک، دارالکتب العلمیہ، لبنان، 2/140

Muḥmd bn Ismā ʿīl Bukhārī, (1419), Āl-jām ʿ Al-ṣḥīḥ, Bāb Al-Sh-shrk, Dār Al-kutab Al-ʿlmīa, Lbnān, 2/140

[12] ایضاً

Ibid.,

[13] ایضاً

Ibid.,

[14] سلیمان بن اشعث ابوداؤد، (1421ھ)، سنن ابی داؤد، دارالاحیا التراث العربی، لبنان، 3/350

Slīmān bn Ash ʿth Abūdāu'd, (1421), Snn Abī Dāū'd, Dār Al-Āḥīā Al-Turāth Al- ʿĀrbī, Lbnān, 350/3

[15] ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ نیشاپوری الحاکم، (س-ن)، المستدرک، 3/60

Abū Ā ʿbdāllh Muḥmd bn Ā ʿbdāllh Nīshāpūri Al-Hākm, (s -n), Al-Mstdrk, 60/3

[16]ابوعبدالرحمٰن بن احمد شعیب نسائی، (1426ھ)، سنن نسائی، دارالکتب العلمیہ، لبنان، 2/302

Abū Ā ʿbdālrḥmān bn Aḥmd Sh ʿīb Nsā'ī, (1426), Sn Nsā'ī, Dārā Al-ktb Al- ʿlmīa, lbnān, 302/2

[17]سلیمان بن اشعث ابوداؤد، (1421ھ)، سنن ابی داؤد، دارالاحیاالتراث العربی، لبنان، 3/350

Slīmān bn Ash ʿth Abūdāu'd, (1421), Snn Abī Dāū'd, Dār Al-Āḥīā Al-Turāth Al- ʿĀrbī, Lbnān, 350/3

[18]محمد بن اسماعیل بخاری، (1419ھ)، الجامع الصحیح، دارالکتب العلمیہ، لبنان، 1/312

Muḥmd bn Ismā ʿīl Bukhārī, (1419), Āl-jām ʿ Al-ṣḥīḥ, Bāb Al-Sh-shrk, Dār Al-kutab Al- ʿlmīa, Lbnān, 312/1

[19]ایضا، 2/240

Ibid., 2/240

[20]نظام الدین، ملاں، (1411ھ)، الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الشرکہ، دارالفکر، بیروت، 2/30

Nẓām Al-dīn Mlā, (1411), Al-ftāwya Al-hndīya, ktāb Al-shrka, Dārālfkr, Bīrūt, 30/2

[21]احمد رضا، امام، (1999ء)، العطایہ النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ (مع ترجمہ و تخریج)، رضافاؤنڈیشن، لاہور، 9/377

Aḥmd Rḍā, Amām, (1999), Al-Āṭāīya Al-Nbwya fi Al-Ftāwyā Al-Rḍwya (Mā ʿ Trjma ū Tkhrīj), Rḍā Fāū'ndhīshn, lāhūr, 377/9

[22]ایضا، 16/100

Ibid., 16/100

[23]ایضا، 16/99

Ibid., 16/99

[24]نظام الدین، مفتی، (س۔ن)، شئیرز کا کاروبار، رومی پبلیکیشنز، لاہور، ص:36

Nẓām Al-Dīn, Mftī, (s-n), Sh'īrz kā Kārūbār, Rūmī Pblīkīshnz, lāhūr,

[25]قانون شراکت داری، (1932ء) (انگریزی) پینی والا بک ڈپو، کراچی

Qānūn Shrākt Dārī, (1932) (Angrīzī) Pīnī wālā bkdhpū, krāchī

[26]احمد رضا، امام، (1999ء)، العطایہ النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ (مع ترجمہ و تخریج)، رضافاؤنڈیشن، لاہور، 17/373

Aḥmd Rḍā, Amām, (1999), Al-Āṭāīya Al-Nbwya fi Al-Ftāwyā Al-Rḍwya (Mā ʿ Trjma ū Tkhrīj), Rḍā Fāū'ndhīshn, lāhūr, 373/17

[27]ایضا، 17/362

Ibid., 17/362

[28]ایضا، 19/492

Ibid., 19/492